ABC Certified
Weekly MASAEL Quetta
مسائل آپ کے، اجاگر ہم کرینگے
ہفت روزہ مسائل کوئٹہ
ایڈیٹر: اسرار محمد کھیتران
03136823946
masaelqta@gmail.com
جلد نمبر:22 یکم اگست تا 7 اگست 2019ء قیمت 8 روپے شمارہ نمبر:29

آبادی میں اضافہ اور غربت

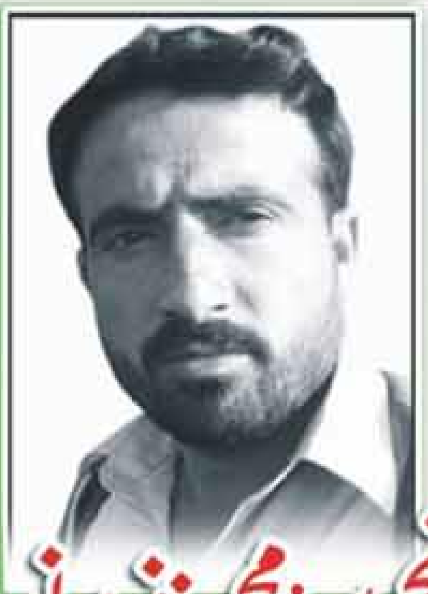

تحریر: محمد نذیر نور

دنیا کی آبادی اس وقت 7 ارب سے تجاوز کر گئی ہے 2050ء تک دنیا کی آبادی دس ارب اور اس صدی کے آخر تک یہ 16 ارب تک پہنچ جائے گی آبادی میں اضافہ دو دھاری تلوار ہے ایک طرف وسائل میں کمی اور مسائل میں اضافہ تو دوسری طرف اتنی بڑی آبادی کے لیے خوراک کا انتظام ایک چیلنج ہے ان حالات میں آبادی میں خطرناک حد تک اضافہ مستقبل میں سنگین صورتحال کی بھیانک شکل اختیار کر جائے گی۔

ایشیا دنیا کی 65 فیصد آبادی کا بوجھ برداشت کر رہا ہے اور اس میں تیزی سے اضافہ ہر گزرتے دن کے ساتھ ہونے سے چین، بھارت، بنگلہ دیش اور پاکستان کی آبادی 1950ء تک دگنی ہو جائے گی جس سے خطے کی آبادی میں مزید اضافہ ہوگا۔

پاکستان کی آبادی میں اضافہ ایک چیلنج ہے اس وقت آبادی کے لحاظ سے وہ دنیا کا چھٹا بڑا ملک ہے جہاں آبادی میں سالانہ 2 فیصد تک اضافہ ہو رہا ہے جو کہ خطے میں سب سے زیادہ ہے اگر آبادی میں اضافہ کی رفتار یہی رہی تو 2050 تک پاکستان کی آبادی 35 کروڑ اور آبادی کے اعتبار سے دنیا کا پانچواں بڑا ملک بن جائے گا۔ قومی غذائی سروے 2018 کے مطابق پاکستان میں پیچیدہ ترین مسائل میں بچوں اور خواتین میں غذائی قلت کا مسئلہ اہم ہے۔ حکومت بلوچستان ڈیولپمنٹ پارٹنرز کے توسط سے اقدامات کر رہی ہے۔ صوبے میں 46.6 فیصد بچے انتہائی کمزور، 31 فیصد بچے وزن کی کمی جبکہ 16.5 فیصد بچے موٹاپے کا شکار ہیں۔ صوبے میں 22.4 فیصد بچے پانچ سال سے کم عمر بچوں میں شدید خون کی کمی، 18.2 فیصد پانچ سال سے کم عمر بچے وٹامن اے کی کمی کا شکار ہیں۔ صوبے کی آبادی کو 5.3 فیصد خوراک کی عدم دستیابی کی شدید صورتحال کا سامنا ہے۔

جیسا کہ ہمیں علم ہے کہ آبادی کا بڑھنا موجودہ وسائل پر بوجھ کے مترادف ہے کیونکہ اتنی بڑی آبادی کے لیے اناج، خوراک صحت اور صاف پانی کی اشد ضرورت ہوگی خوراک کے حصول کے لیے انہیں پیداوار دینے کے لئے کھیت، چراگاہیں اور شکارگاہیں چاہیں ہونگی، خوراک کو کھانے کیلئے پکانے کے لیے ایندھن درکار ہوں گا، پینے کے صاف پانی کی ضرورت ہوگی انہیں رہائش کے لیے جگہ تعمیراتی سامان زرعی، تجارتی اور صنعتی مقاصد کے لیے قدرتی وسائل درکار ہوں گے ایک اندازے کے مطابق دنیا کے کل 70 کروڑ 95 لاکھ افراد غذائی

قلت کا شکار ہیں اس فہرست میں پاکستان 118 ممالک میں 11ویں نمبر پر ہے جس کی کل آبادی کا 22 فیصد حصہ غذائی کمی کا شکار
ہے
صرف گیارہ ممالک
ہیں جہاں

پاکستان کی نسبت بھوک کے شکار لوگوں کا تناسب زیادہ ہے۔ ان ممالک میں زیادہ تر افریقین ممالک شامل ہیں اس کا مطلب پاکستان میں غذائی قلت ایک اہم مسئلہ ہے اور غذائی قلت کا شکار ممالک میں پاکستان تشویشناک صورتحال سے دوچار ہے ہمارے ملک میں 1.8 فیصد بچے پانچ سال تک پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہوجاتے ہیں۔ اس وقت ملک میں 44 فیصد بچے خوراک کی کمی کا شکار ہیں آبادی کا پانچواں حصہ غربت کی لکیر سے نیچے کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے اور تعلیمی سہولت کے فقدان کا باعث 40 فیصد سے زیادہ بچے بالغ آبادی ناخواندہ ہے۔ اس فہرست میں ہمارے ہمسایہ ممالک افغانستان آٹھویں اور بھارت بالترتیب 22ویں نمبر پر ہے نائجیریا اور انڈونیشیا سمیت 43 1 ممالک کی فہرست میں تشویشناک صورتحال سے دوچار ہیں جبکہ اس فہرست میں صحارا، وسطی افریقہ چاڈ، میڈاگاسکر، سیر الیون اور زمبیا خطرناک حدوں کو چھو رہے ہیں۔

اسی طرح انسانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کا مطلب یہ بھی ایک صنعتی، زرعی اور انسانی فضلات میں اضافہ انہیں ٹھکانے لگانے کے لئے وسائل کی ضرورت اور جگہ کی دستیابی مشکل ہوگی جتنے لوگ زیادہ ہوں گے ان میں بیماریاں زیادہ، ناکافی غذا اور زیادہ غربت ہوگی اور معیار زندگی کو بہتر بنانے کی باتیں محض دھوکہ ہوں گی۔

آبادی میں تیزی سے اضافے سے مسائل میں مزید بگاڑ غربت ہی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ وسائل میں اضافہ نہ ہونے سے بیشتر حصہ غربت کا شکار ہوجاتا ہے دیہاتوں میں آباد لوگوں کا انحصار زراعت اور مویشی پالنے پر ہے آبادی میں اضافہ، ماحولیاتی تبدیلیوں اور وسائل کا اندھا دھند اور بے دریغ استعمال سے ہی انھیں غربت کے خطرات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اپنی خوراک کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے دیہات اور پہاڑی آبادی کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ چراگاہوں کو اجاڑنے کی حد تک اپنے مویشیوں کو چرانے کے لیے استعمال کریں ایندھن کے لیے لکڑی کے حصول اور کاشتکاری کے لیے جنگلات کا خاتمہ کریں ان سرگرمیوں سے آلودگی میں اضافہ اور پیداواری صلاحیت متاثر ہوتی ہے زمین کی ذرخیزی ختم، زمینی کٹاؤ میں اضافہ، سیلابوں میں زیادتی ایسے عوامل ہیں جن کی وجہ سے اکثر آبادی غربت کا شکار ہو رہی ہے مادی وسائل کی کھپت اور زیادہ منافع کا جنون، غیر مناسب ٹیکنالوجی، کیمیکل ادویات کا استعمال، قدرتی وسائل کا بے دریغ استعمال اور ماحولیات کی دشمنی سے آبادی غربت کا شکار ہے

ان عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے غربت ماحولیاتی مسائل کی بڑی وجہ بھی ہے۔ صوبائی حکومت کی کوشش ہے کہ اسکل ڈیولپمنٹ اور ہیومن ریسورس کو بہتر کریں تو یہ آبادی ملک کی معیشت کو مضبوط کرنے میں مثبت کردار ادا کرے گی۔ اس ضمن میں ایسے منصوبے اور پلانز مرتب کرنی کی ضرورت ہے۔ جس سے ہم افرادی قوت میں اضافہ کریں اور خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق بھی عوام میں شعور اجاگر کریں۔ صوبائی حکومت رواں سال کے بجٹ میں اسکل ڈیولپمنٹ، ہیومن ریسورس اور افرادی قوت میں اضافہ جیسے متعدد مثبت اور تعمیری منصوبے شامل کئے ہیں۔ نوجوانوں کو صحیح سمت میں گامزن کرنے کیلئے کیریئر کونسلنگ اور ٹیکنیکل ایجوکیشن جیسے منصوبے سے مثبت تبدیلیاں رونما ہوں گی۔

جب تک آبادی کے زاویوں اور خیالات سے متعلق مکمل معلومات نہیں ہوگی تب تک اس پر قابو پانے کے لیے مؤثر اقدامات نہیں کر سکتے۔ پاکستان میں آبادی میں اضافے کی وجہ خاندانی منصوبہ بندی کے پروگراموں کی ناکامی، شرح خواندگی میں کمی، جنسی تعلیم کا فقدان، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق غلط فہمیوں کے ازالے کے لیے مربوط و منظم اور مدلل کوششوں کو فروغ نہ دینا، کم عمری کی شادی میں اضافہ، ملکی سرحدوں سے باآسانی آمدرفت، دیگر ممالک سے مہاجرین کی صورت میں لوگوں کا رہائش پذیر ہونا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس ضمن میں عوامی سطح پر شعور اجاگر کیا جائے جس کے لیے میڈیا اپنا بھرپور کردار ادا کرسکتا ہے تعلیمی نصاب میں گھروں کی معیشت، آبادی کے متعلق مضامین شامل کیے جائیں بچوں کو ابتداء سے آبادی کا معیشت پر اثر انداز ہونے کے بارے میں سمجھایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت کم عمری کی شادی کے خلاف موجودہ قوانین کے نفاذ کو یقینی بنائے، ملکی سرحدوں پر موثر نگرانی کی جائے اور پاپولیشن کمیشن کی ازسرنو تشکیل کرتے ہوئے مختلف سرگرمیاں حکومتی اداروں کو اس پروگرام میں مصروف دیگر اداروں کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرتے ہوئے مانیٹرنگ کا مؤثر نظام قائم کرے ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ اپنے وسائل میں اضافہ اور معیشت کو مضبوط کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اتنی بڑی آبادی کو بنیادی سہولیات فراہم کرنا کمزور معیشت کی بس کی بات نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر و پبلشر محمد اسحاق نے سعید پرنٹنگ پریس مشن روڈ کوئٹہ سے چھپوا کر دفتر ہفت روزہ مسائل کوئٹہ آرٹ سکول روڈ کوئٹہ سے شائع کیا۔ فون نمبر: 081-2822725

ڈپٹی ایڈیٹر: غضنفر محمد کھیتران
چیف رپورٹر: نثار محمد کھیتران

آپ بھی لکھ سکتے ہیں

سیاسی، سماجی معاشی موضوعات کے متعلق اپنی مختصر مگر جامع تحریریں صاف ستھرے انداز میں ہمیں بھیجیے ہم انہیں اپنے اخبارات کی زینت بنائیں گے۔
رابطہ نمبر: 03327865820
واٹس ایپ: 03136823946
Email: masaelqta@gmail.com

(ادارے کا کالم نگاروں / مضمون نگاروں کی ذاتی رائے اور ان کے مندرجات سے متفق ہونا ضروری نہیں) ادارہ

8 اگست کا المیہ اور ہماری ذمہ داریاں ......!!

تحریر: جعفر ترین

آج 8 اگست ہے۔ بلوچستان کے سب سے بڑے اور مرکزی شہر صوبائی دارالحکومت کوئٹہ کے بیچوں بیچ سول سنڈیمن ہسپتال میں پیش آنے والے خونی واقعے کی تیسری برسی۔ آج ہی کے دن کوئٹہ سمیت بلوچستان بھر اور ملک بھر خون آلود اداسی غم اور سوگ میں ڈوب گیا تھا۔ جب ''خون خاک نشیناں رزق خاک'' ہوا۔ ایک ایسا دن جب صوبے کا شاید ہی کوئی ایسا ضلع یا قصبہ ہو جس میں کوئٹہ سے تابوت نہ بھیجا گیا ہو۔ روشنیوں کے شہر کراچی اور کوئٹہ سے اندرون بلوچستان تابوت بھجوانے کی روایت کوئی نئی نہیں۔ کافی عرصے سے یہ سب ہوتا رہا ہے۔ اندھے واقعات، بہرے حکمران اور کمزور حافظوں کے حامل معاشروں میں ایسا ہونا کوئی انہونی بات بھی نہیں۔ مگر آٹھ اگست کو تو حد ہی ہوگئی۔ اس دن شاید ہی یہاں ایسی کوئی آنکھ بچی ہو جو اشکبار نہ ہوئی ہو۔ ایک ایسا دن جب دن دیہاڑے شب خون مارا گیا، جب عقل وشعور کی ایک کھڑی فصل پل بھر میں کاٹ دی گئی جب 60 گھروں کے روشن چراغ بجھانے کے لئے ایک ایسی باد صرصر چلی کہ سب کچھ دھندلا دھندلا دکھائی دینے لگا۔ ٹھیک تین سال قبل آج ہی کے دن، صوبے کے مرکزی شہر اور دارالحکومت کوئٹہ کے وسط میں قائم صوبے کا قدیم سول سنڈیمن ہسپتال اس وقت معصوم انسانوں کے مقتل میں بدل گیا جب بلال انور کاسی کی میت لینے کے لئے ہسپتال آئے وکلاء اور ان کی کوریج کے لئے موجود صحافیوں کے بیچ ایک زوردار دھماکہ ہوگیا۔ یہ دھماکہ بھی اپنی نوعیت کے دیگر دھماکوں کی طرح اپنے پہلو میں کشت وخون کا ایک بازار سجا کر چلا گیا۔ ایک ایسا منظر جس میں صرف آہ و بکا تھی۔ موہوم ہچکیاں، کرب واذیت اور ابتلاء سے بھری چیخیں، آن کی آن میں سب کچھ خلاص۔ آج کوئٹہ کے ان شہداء کی تیسری برسی ہے۔ آئیے بارگاہ الٰہی میں شہداء کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کریں اور ان المیوں کی یاد تازہ کریں جو دن دیہاڑے شہر کے ریڈ زون سے بمشکل ایک کلومیٹر کے فاصلے پر یکے بعد دیگرے پیش آئے۔

8 اگست 2016ء بلوچستان کی معلوم تاریخ کے سیاہ ترین ایام میں سے ایک ہے۔ لئے نہیں کہ یہاں پہلے اس طرح کے واقعات رونما نہیں ہوئے گزرے دس برسوں کے دوران یہاں اس طرح کے درجنوں واقعات رونما ہوئے جن میں سیکورٹی اہلکاروں سے لے کر عام عوام تک، علماء کرام سے لے کر سیاسی رہنماؤں تک، تاجر، صنعتکار، اقلیتی برادری کے لوگ غرض ہر طبقے کے لوگ نشانہ بنے یقیناً ان سب کی زندگیاں قیمتی اور ان کا غم پہاڑ برابر تھا ایک ایک انسانی جان جو دہشت گردی اور وحشت پسندی کا نشانہ بنی قیمتی تھی مگر 8 اگست 2016ء کو سول ہسپتال کوئٹہ میں جو واقعہ پیش آیا اس میں بیک وقت ایسے درجنوں لوگ نشانہ بنے جن کی نہ صرف زندگیاں قیمتی تھیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ دوسروں کے لئے بھی تحریک کا باعث تھے۔ یہ واقعہ بلوچستان کا نائن الیون تھا۔ جسے بدقسمتی سے اس وقت صوبے کی ایک جماعت کے سربراہ نے 1935ء کے زلزلے سے تشبیہ دی۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ 1935ء کے زلزلے جیسا ہرگز ہرگز نہیں تھا جو لوگ اسے اس حادثے سے تشبیہ دیتے ہیں وہ شاید نہیں جانتے کہ حادثات اور واقعات میں زمین و آسمان کا فرق ہوا کرتا ہے۔

یہ تو بلوچستان کا نائن الیون تھا جس نے نہ صرف بلوچستان بلکہ ملک بھر اور پوری دنیا میں ہر اس شخص کے رونگھٹے کھڑے کردیئے جو انسان اور انسانیت کی اہمیت سے واقف وآگاہ ہے۔

سانحہ 8 اگست 2016ء نہ صرف کوئٹہ بلکہ بلوچستان کی معلوم تاریخ کا ایک ایسا زخم ہے جس کے درد سے اٹھنے والی ٹھیس شاید ہی کبھی کم ہوسکے البتہ وہ خلاء کبھی پر نہیں ہوگا جو اس سانحہ میں شہید ہونے والوں کے جانے سے پیدا ہوا ہے۔ 8 اگست 2016ء کو سول ہسپتال کوئٹہ میں جو کچھ ہوا وہ بظاہر بلوچستان میں دہشت گردی اور انسانیت سوزی کے انہی واقعات میں سے ایک ہے جو یہاں گزشتہ چند سالوں سے تواتر کے ساتھ پیش آتے رہے ہیں اس تناظر میں اسے 1935ء کے زلزلے سے تشبیہ دینا ایک عجیب سی بات ہے 1935ء کا زلزلہ ایک آفت تھی جسے حادثاتی تناظر میں لیا جاتا ہے جبکہ 8 اگست کا واقعہ حادثاتی نہیں واقعاتی پس منظر کا حامل ہے اور

حالات وواقعات جیسے بھی ہوں کہیں نہیں کہیں جا کر حاکم وقت سے ان کا کوئی تعلق، کوئی رشتہ نکل آتا ہے مہذب معاشروں میں جب اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں تو حاکموں کا ضمیر چیخنے لگتا ہے مگر ہمارے ایسا نہیں۔ بقول فیض

ہے اہل دل کے لئے اب یہ نظم بست وکشاد
کہ سنگ وخشت مقید ہیں اور سگ آزاد
بہت ہے ظلم کہ دست بہانہ جو کے لئے
جو چند اہل جنوں تیرے نام لیوا ہیں
بنے ہیں اہل ہوس مدعی بھی منصف بھی
کسے وکیل کریں کس سے منصفی چاہیں

8 اگست 2016ء کو ایک انسانی آفت دھماکے کی شکل میں رونما ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے بلوچستان کے روشن چراغوں کو بجھا کر چلی گئی۔ ایسے ایسے لوگ خاک وخون میں مل کر رہ گئے کہ آج بھی فقط ان کا نام سن کر جھرجھری سی آجاتی ہے۔ شہداء کی لمبی اور ایک ایسی فہرست جس میں شامل ہر نام اس صوبے کے لئے امید کی کرن تھا مگر وائے افسوس کہ امید کی کرنوں کو پیوند خاک کردیا گیا۔

شہداء کی فہرست پر نظر ڈالیں پھر ارد گرد کے حالات پر۔ یقیناً کسی بھی انسان کی جان قیمتی ہوتی ہے اور خون کسی بھی انسان کا بہے وہ انمول ہوتا ہے مگر اس واقعے میں ایک ساتھ جس طرح سے معاشرے کے باشعور اور اعلیٰ تعلیمیافتہ افراد کو نشانہ بنایا گیا وہ ہماری جدید تاریخ کا ناقابل فراموش باب بن گیا ہے۔ ایک ایسا باب میں جس میں حاکمان وقت سے لے کر ایک عام سیاسی کارکن تک سبھی کی حقیقت معلوم کی جاسکتی ہے۔ دھماکے کے ایک ''دھپ'' میں اڑتے ہوئے انسانی چیتھڑے، ایک دوسرے کا نام پکارتے زخمی، لوگوں کو انصاف دلانے کا عزم لے کر عدلیہ سے منسلک ہونے والے کالے کوٹ پہنے وکیل جن کی موت قانون کے ترازو میں بے انصافی کے پلڑے کو اور بھاری کرگئی۔ کیمرہ مین محمود اور شہزاد جو فرض کی ادائیگی کرتے ہوئے کلمہ پڑھ کر شہید ہوگئے، میڈیا مالکان کے سامنے بے بسی کی تصویر بنی صحافتی تنظیمیں جو یہ پتہ نہ چلا پائیں کہ کیونکر شہزاد اور محمود کے کیمرے انشورڈ تھے اور یہ کیمرے چلانے والے غیر انشورڈ۔ ڈاکٹر شہلا اور فوٹوگرافر جمال جیسے لوگ جو جان ہتھیلی پر لے کر اپنے اپنے فرض کی تکمیل میں لگے رہے اس ناقابل فراموش باب میں سبھی کا عکس دیکھا جاسکتا ہے۔ اس باب میں ہمیں یہ تلخ حقیقت بھی معلوم ہوجاتی ہے کہ صوبے کے سب سے بڑے ہسپتال میں ہنگامی حالات سے نمٹنے کی صلاحیت کتنی تھی۔ صوبے کی تاریخ کے اس سیاہ باب میں جھانکیں تو ہر طرف المیے دکھائی دیں گے، صوبے کے سب سے قدیم ہسپتال میں ادویات کی عدم فراہمی کا المیہ، بروقت طبی امداد نہ ملنے پر ایڑھیاں رگڑتے زخمیوں کا المیہ، عوام کی نمائندگی کا دعویٰ رکھنے والوں کی عوام سے لاپرواہی کا المیہ، ایک المیے سے نکلتا دوسرا المیہ اور المیے در المیے ......!!

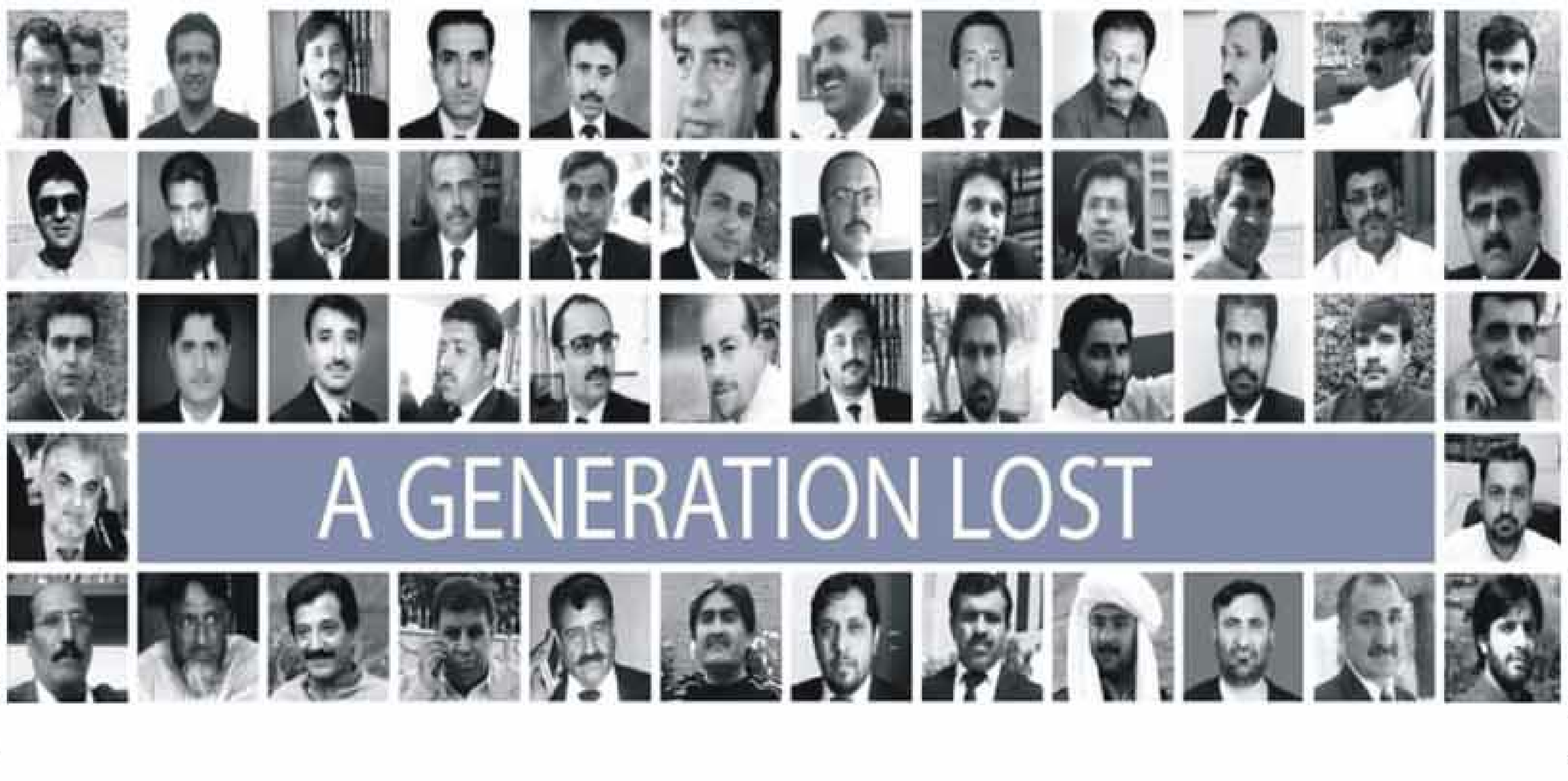

میڈیا کا کردار معاشرے میں

بے حیائی اور فحاشی کے سیلاب نے ہمارے معاشرے کا چہرہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے جب ہم میڈیا کی آزادی کا واویلا مچاتے ہیں تو ہمیں ایک بات مدنظر رکھنی چاہئے اگر میڈیا کے ذریعے منفی رجحانات میں اضافہ ہو سکتا ہے اگر میڈیا کے ذریعے غیر مذہبی رو میں فروغ پا سکتی ہیں۔ تو کیا میڈیا کے مثبت رویے سے ایک خوبصورت اسلامی معاشرہ کا قیام عمل میں نہیں لایا جاسکتا ہے:؟

تحریر۔ مولانا محمد صدیق مدنی

یہ میڈیا کا دور ہے جس پر معاشرے کے بناؤ اور بگاڑ کا دارو دار ہے۔ میڈیا کا کردار معاشرے میں مثبت سوچ کو بھی جنم دے سکتا ہے۔ اور مایوسی فساد انتشار اور فحاشی جیسے رجحانات کو بھی جنم دے سکتا ہے۔ اگر معاشرے میں کوئی برائی پیدا ہو رہی ہے تو اس کے اثرات کو اسی صلاحیتوں سے بھی روک سکتا ہے۔ خواہ وہ پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرانک میڈیا مگر بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم رہتے تو مسلم معاشرے میں ہیں۔ لیکن ہمارا میڈیا اپنی اسلامی اقدار بھول گیا ہے۔ ہمارے میڈیا نے مغربی تہذیب کی عکاسی کر کے غیر مہذب افعال جو ایک صالح معاشرے میں نشونما نہیں پا سکتے تھے یہ سب میڈیا کی تشہیر کے ذریعے ممکن ہو چکا ہے۔ بے حیائی اور فحاشی کے سیلاب نے ہمارے معاشرے کا چہرہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے جب ہم میڈیا کی آزادی کا واویلا مچاتے ہیں تو ہمیں ایک بات مدنظر رکھنی چاہئے اگر میڈیا کے ذریعے منفی رجحانات میں اضافہ ہو سکتا ہے اگر میڈیا کے ذریعے غیر مذہبی رو میں فروغ پا سکتی ہیں۔ تو کیا میڈیا کے مثبت رویے سے ایک خوبصورت اسلامی معاشرہ کا قیام عمل میں نہیں لایا جا سکتا ہے:؟ مزاح اور انٹرٹینمنٹ کے نام پر الیکٹرانک میڈیا جو مختلف پروگرامز دکھا رہا ہے جس میں ملک کے صدر سے لے کر کسی عام آدمی کو مذاق کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ میڈیا اگر اپنی حدود قیود میں رہ کر مثبت رویہ اپنا کر نیک نیتی سے اپنے فرائض سرانجام دے تو اس کے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ بلا شبہ معاشرے کے رویوں سے آگاہ کرنا میڈیا کا فرض ہے مگر بدقسمتی سے میڈیا نے ہمارے معاشرے کے تمام منفی پہلوؤں کو نشانہ بنایا ہوا ہے جس میں سرفہرست ہمارے سیاستدانوں کے ''کارنامے'' ہیں۔ جس کی وجہ سے پاکستان پوری دنیا کے سامنے ایک مذاق بنا ہوا ہے۔ میڈیا کو اپنی حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے۔ میڈیا کے ذریعے اخلاق باختگی تمام حدود پھلانگتی نظر آتی ہے۔ آج ہمارا معاشرہ صرف اخلاقیات سے ہی عاری نہیں ہوا شعائر اسلامی اور ملک کی نظریاتی اساس کو بھی بھلا بیٹھا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے بے حیائی کا ایسا اودھم مچایا جا رہا ہے جو ناقابل برداشت ہے۔ کمرشلز ایسے بنائے جا رہے ہیں۔ جن میں خواتین آدھا لباس پہنے ہوئے ہوتی ہیں۔ فیملی کے ساتھ بیٹھ کر خبرنامہ دیکھنا مشکل ہو چکا ہے۔ محمد صدیق مدنی نے کہا ہے کہ ہمارے معاشرے کو دانستہ طور پر بد اخلاقی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ میڈیا کا پیدا کردہ فحاشی اور عریانی کا سیلاب ہر گھر میں داخل ہو رہا ہے۔ نوجوان نسل مغربیت کا شکار ہو چکی ہے۔ رہی سہی کسر موبائل فون کے سستے اور گھنٹوں والے پیکجز اور انٹرنیٹ نے نکال دی ہے۔ ہماری نوجوان نسل دن رات انٹرنیٹ اور موبائل فون سے اٹھکھیلیاں کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ یہ اخلاق باختہ ماحول اپنا رنگ دکھا رہا ہے موبائل فونز اور نٹرنیٹ نے اخلاقیات کا عملی جنازہ نکال دیا ہے۔ نوجوانوں میں غیرت و حمیت کی کوئی رمق باقی نہیں رہی۔ جس معاشرہ میں اخلاقی اقدار کا خاتمہ ہو جائے اس معاشرے کو تباہ ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگتی۔ سمجھ سے بالاتر ہے جب پرنٹ میڈیا پر جنسی اشتہارات کی نمائش کی جاتی ہے۔ تو پیمرا کا ادارہ کہاں ہوتا ہے۔ پیمرا الیکٹرانک میڈیا کے لیے کیوں کوئی ضابطہ اخلاق طے نہیں کرتا؟ اخلاقی طور پر پستی کی جانب گھرے ہوئے ہمارے معاشرے کو اب میڈیا ہی سنبھالا دے سکتا ہے۔ اگر میڈیا کے ذریعے معاشرے میں برائیاں فروغ پا سکتی ہیں۔ تو یقیناً میڈیا ہی کے ذریعے معاشرے میں اچھے رجحانات کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ اس حوالے سے چیک اینڈ بیلنس کے نظام کو فعال اور مؤثر کرنے کی ضرورت ہے۔

India may look for excuse to start war: PM

ISLAMABAD: Prime Minister Imran Khan on Tuesday expressed his fear that after annexation of Jammu and Kashmir, India might stage Pulwama-like incidents to find an excuse to start an armed conflict with Pakistan which could lead to a “conventional war”.

“The incidents like Pulwama are bound to happen again. I can already predict this will happen. They (India) will attempt to place the blame on us again. They may strike us again, and we will strike back,” the prime minister said while speaking to the specially convened joint sitting of parliament to discuss the situation arising out of the Indian government’s decision to revoke the special constitutional status of Jammu and Kashmir through repeal of Article 370 of its constitution.

“What will happen then? They will attack us and we will retaliate. The war can go both ways [...] But if we fight a war in which we have resolved to fight till the last drop of our blood is shed, who will win that war?” Mr Khan asked. “It’s not nuclear blackmailing, rather I am appealing to the common sense. Is the world prepared for the worst?”

Imran asks opposition leader to give specific suggestions to counter New Delhi’s actions in held Kashmir

The special session of the two houses of parliament had been convened by the government on the opposition’s demand to discuss the Indian move to revoke the special constitutional status of Jammu and Kashmir and to give a message of unity to the world on the Kashmir issue. However, it was marred by usual bickering when the opposition protested over the language of the agenda issued for the joint session and the absence of the prime minister and Foreign Minister Shah Mehmood Qureshi.

The sitting remained suspended for more than three hours when the opposition refused to allow Human Rights Minister Dr Shireen Mazari to deliver the opening speech and insisted that the prime minister come to the house and make a policy statement.

It was after lengthy negotiations held at the chamber of National Assembly Speaker Asad Qaiser and then by representatives of the government and the opposition at the chamber of Leader of the Opposition Shahbaz Sharif that the prime minister agreed to attend the sitting and make a policy statement on the condition that the opposition would not disrupt his speech.

Terming India’s move “unconstitutional”, PM Khan warned that it would further escalate the situation and there would be more reaction to it. He warned that another Pulwama-like incident could happen in future. He said if India made any aggression against Pakis-tan, it would be responded in a befitting manner like they previously did when India “bombed” Balakot.

Mr Khan said Pakistan was confronted with “racist ideology” of the Modi government, which had been following the RSS (Rash-triya Swayamsevak Sangh) ideology of superiority. He feared that India would now carry out ethnic cleansing in Jammu and Kashmir.

The prime minister said whatever India had done in held Kashmir to change its special constitutional status was in accordance with the election manifesto of the Bha-ratiya Janata Party (BJP). He said the RSS believed that only Hindus had the right to live in India and even today their founding father had a clear ideology that India would remain only under a Hindu rule. He said the BJP government was following the ideology which had killed Mahatma Gandhi.

The prime minister said India had violated its own constitution, own Supreme Court, the United Nations and Geneva conventions by revoking the special status of Kashmir. He said Kashmir’s independence movement could not be crushed by a single presidential decree.

He said that if the international community failed to take notice of the Indian move, the damage could go uncontrolled, adding that Pakistan was planning to approach all international forums, including the United Nations Security Council and the International Criminal Court, to fight India’s illegal act.

Later, responding to criticism by Shahbaz Sharif, the prime minister asked the former to give specific suggestions in clear terms instead of delivering long speeches as to what the government should do to counter the Indian move.

“What do you want me to do? Should I attack India?” asked Mr Khan after listening to the speech of Mr Sharif who had criticised the government for not pre-empting the Indian move despite knowing that it was a part of the BJP’s manifesto.

Then the prime minister asked Mr Sharif to explain what his party did while ruling the country for five years to stop Indian brutalities.

The prime minister left the house when the speaker gave floor to Pakistan Peoples Party chairman Bilawal Bhutto-Zardari, who delivered the last speech of the day after which the speaker adjourned the sitting till Wednesday morning.

Earlier, Mr Sharif called for a decisive response to the India’s latest move. “Is it not our massive failure? That we didn’t know what the Indian government was thinking? Yes we are united for the cause of Pakistan, but that [unity] should not [come] without self-introspection,” he said.

The opposition leader regretted that none of the friendly nations, including China and Saudi Arabia, had reacted to the development, terming it a “failure of foreign policy”. He also objected to PM Khan’s all-out offer to the United States on the Afghanistan issue, saying that India was the country which was creating hurdles in the way of peace process. He said the PTI was celebrating US President Donald Trump’s mediation offer and India acted silently.

“Was President Trump’s offer to mediate was his trump card or a trap card?” Mr Sharif asked. “We will neither let Modi turn [India] into Israel nor allow Kashmir to turn into Palestine [...] India has been given a freehand while we assure the world that we want peace in Kabul. Are we the only ones responsible [to establish peace in Afghanistan]?” he asked.

The prime minister, however, clarified that he had not gone to the US to discuss Pakistan-India relations. He said that during a lengthy news conference, he had asked the US president to intervene because bilateral talks with India had failed.

Mr Bhutto-Zardari asked the prime minister to rise to the occasion and provide leadership for the Kashmir cause instead of only doing tweets and making a speech. He said it was unfortunate that the prime minister had not given any policy statement in the house and the foreign minister was not even in the country.

نصیر آباد میں زراعت کی ترقی کیلئے حکومتی انقلابی اقدامات

اختر منگی۔نصیر آباد

زراعت کا لفظ پڑھتے ہی ذہنی خیالات میں ہمیشہ سرسبز وشاداب اور لہلاتے کھیت کلیاں، باغات ذہن میں گردش کرنے لگتے ہیں کیونکہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے جہاں پر مختلف اجناس کاشت کی جاتی ہیں اور بڑی حد تک یہ شعبہ ملک کا ذریعہ معاش بھی تصور کیا جاتا ہے زراعت کسی بھی ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے نصیر آباد ڈویژن بلوچستان کا گرین بیلٹ ہے جو نا صرف اپنی بلکہ صوبے بھر کی عوام کی خوراک کی ضروریات کو پورا کرنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے جو یہاں کی جفاکش کاشتکاروں کی محنت کا ثمر بھی ہے ایشیاء کے گرم ترین علاقوں کے درمیان واقع نصیر آباد ڈویژن کے کاشتکار موسمی حالات کے مطابق صوبے کی تعمیر وترقی میں اپنا کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں ایسے افراد کی حوصلہ افزائی کے لئے صوبائی حکومت بھی کوئی کسر نہیں چھوڑ رہی ہے ان کے زرعی مسائل سے لیکر زرعی پانی کی فراہمی تک ہر ممکن اقدامات اٹھا رہی ہے نصیر آباد ڈویژن میں نہری سسٹم ہونے کی وجہ سے یہاں پر زرعی انقلاب برپا ہوا یہ نہری سسٹم پٹ فیڈر کینال اور کھیر تھر کینال پر مشتمل ہے جس سے درجنوں ذیلی شاخیں نکالی گئیں ہیں تاکہ ایک وسیع وعریض رقبے پر زراعت کو فروغ دیا جاسکے اور یوں یہ زرعی سلسلہ اپنی کامیابی سمیٹتا چلا رہا اور ملکی وصوبائی معشیت کا پہیہ زور وشور سے چلتا رہا ان نہروں کے ذریعے دریاؤں سے پانی جہاں علاقوں کے کونوں تک پہنچتا تھا وہاں وہ اپنے ساتھ دریائی مٹی بھی سمیٹ کر ذیلی شاخوں میں پہنچاتا رہا ناصرف یہی بلکہ 2010اور 2012ء کے تباہ کن سیلاب نے بھی ان دونہروں کو بڑی حد تک نقصان پہنچایا جس کے باعث کینالز اور اس کی ذیلی شاخوں میں مٹی کی تہہ بیٹھتی گئی جس کے باعث زرعی پانی کی فراہمی میں بڑی مشکلات درپیش آئیں اور زرعی پیداوار میں خاطر خواہ کمی کا سامنا کرنا پڑا اور بیج بوائی تک ٹیل کے زمینداروں کو پانی کی فراہمی میں مشکلات پیش آنے لگی ایسے حالات میں مقامی کسان اور کاشتکار مالی نقصانات ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ذہنی مرض میں مبتلا ہوکر رہ گئے کیونکہ ان کی آباد زمینیں مقررہ وقت تک جب بیج بوائی کا موسم شروع ہو اور پانی کی فراہمی تعطل کا شکار ہو تو مشکلات

اور پریشانیاں زیادہ ہوجاتی ہیں ایسے حالات کو کنٹرول کرنے کے لیئے صوبائی حکومت نے اہم اقدامات کو عملی شکل دینے کیلئے احکامات جاری کیئے اور صوبائی حکومت نے پٹ فیڈر کینال اور کیرتھر کینال کی ذیلی شاخوں کی بھل صفائی کے لئے خطیر فنڈز جاری کیئے ایکسین پٹ فیڈر کینال عبدالکریم لونی کے مطابق سال 19-2018 کے لئے 100 ملین روپے کی لاگت سے کام کا آغاز ہوا ارتھ ورک تقریباً مکمل ہونے کو ہے پٹ فیڈر کینال ذیلی شاخوں جھٹ پٹ شاخ، محبت شاخ، بالان شاخ، باری شاخ، عمرانی شاخ، روپا شاخ، مگسی شاخیں شامل ہیں جبکہ کھیر تھیر کینال کے ایکسین ندیم احمد دھوار کے مطابق کیرتھر کینال کے ساتھ ساتھ ان کی ذیلی شاخوں کی بھی بھل صفائی کا کام آخری مراحل میں ہے ان آفیسران کے مطابق کام کی نوعیت پر کوئی کمپرومائز نہیں کیا جارہا ہے ٹھیکیداروں کو کام کے مطابق فنڈز دیا گیا ہے گزشتہ کئی سالوں کے بعد ذیلی شاخوں کی بھل صفائی کا کام کروایا گیا بار بار صفائی ستھرائی نہ ہونے کے بعد شاخوں کی تہہ دریائی مٹی سے بھی بھر گئی تھی اور دریائی گھاس نے شاخوں کی پشتوں کو جکڑ کر رکھ دیا تھا جس کے سبب ٹیل کے زمینداروں کو پانی کی رسد میں انتہائی مشکلات درپیش آرہی تھیں۔

وزیراعلیٰ جام کمال خان اور صوبائی وزیر ایریگیشن نوابزادہ طارق خان مگسی کی خصوصی دلچسپی اور ہدایت پر بلوچستان کے نہری سسٹم میں بہتری لانے کے لئے بھل صفائی کا کام ہنگامی بنیادوں پر کیا گیا جس سے وسیع پیمانے پر زرعی زمینیں آباد ہونگی موجودہ حکومت نے زراعت کے فروغ اور نہری سسٹم کی مکمل بحالی کے لیے اہم اقدامات کر کے نہ صرف زراعت کو فوقیت دی ہے بلکہ عوام کو معیار زندگی میں بہتری لانے کیلئے اقدامات کئے تاکہ بلوچستان میں زرعی شعبہ مزید پروان چڑھ سکے اور ملکی معیشت میں اضافہ ہو بھل صفائی کے ترقیاتی منصوبوں سے بلوچستان کا نہری سسٹم مزید فعال اور مضبوط ہوگیا ہے کینالز کی ذیلی شاخوں کی بھل صفائی سے کاشتکاری سے وابستہ افراد کے کافی مسائل کا تدارک کیا گیا ہے بھل صفائی کے کام کی معیار کے لئے صوبائی حکومت نے ڈویژنل اور ضلعی انتظامیہ کو مزید متحرک کیا تاکہ غیر معیاری کام پر کوئی کمپرومائز نہیں کیا جاسکے اور عوام کے خون پسینے کی کمائی سے خرچ ہونے والی رقم بہتر انداز میں صرف کی جاسکے کمشنر نصیر آباد ڈویژن جاوید اختر محمود نے پٹ فیڈر کینال اور کھیر تھر کینال کی ذیلی شاخوں میں بھل صفائی کے کاموں کی خود کڑی نگرانی کی انہوں نے مرحلہ وار تمام ذیلی شاخوں کے کام کا معائنہ کیا اور جہاں کام کی نوعیت بہتر نہیں پائی وہاں پر آفیسران اور ٹھیکیداروں پر برہمی کا اظہار کیا اور جہاں معیاری کام پایا وہاں پر آفیسران اور ان کے عملے کی بھرپور انداز میں حوصلہ افزائی کی تاکہ مزید بہترین کام سرانجام دے سکیں کیونکہ علاقے میں خریف کا سیزن اور پینے کے لیے پانی کی دستیابی ناگزیر بن چکی تھی حکومت کی بھرپور کوشش رہی ہے کہ نہری نظام میں مزید بہتری لائی جائے آخر کار صوبائی حکومت، انتظامیہ اور محکمہ ایریگیشن کے آفیسران کی محنت رنگ لے آئی بہتر انداز میں بھل صفائی کا کام کروایا گیا ذیلی شاخوں سے دریائی مٹی نکالنے کا کام مکمل ہونے کے بعد اب نہری سسٹم کی ذیلی شاخیں مکمل طور پر زمینوں کو سیراب کرنے لگے گی کمشنر کے احکامات پر ڈپٹی کمشنر نصیر آباد ظفر علی محمد شہی اور ڈپٹی کمشنر جعفر آباد آغا شیر زمان خان نے آئے روز بھل صفائی کے کام چیک کئے جس کی وجہ سے پہلی مرتبہ پٹ فیڈر کینال اور کھیر تھر کینال کی ٹیل تک پانی کی فراہمی ممکن ہوئی جس کے باعث علاقے میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اس سے پہلے کبھی بھی کھیر تھر کینال کی ٹیل کو بوائی کے وقت پانی فراہم نہیں کیا گیا تھا جو انتظامیہ کی محنت کی بدولت کئی سالہ ریکارڈ توڑ دیا گیا ضرورت اس امر کی ہے کہ بلوچستان کے اس گرین بیلٹ میں زراعت کے فروغ میں مزید بہتری لانے کے لئے ایسے فصلات کاشتکاروں میں متعارف کروائیں جائیں جو زیادہ منافع بخش ہوں اور کم سے کم پانی کے استعمال میں پیدا کی جاسکتی ہوں اس کیلئے زرعی ماہرین کو اپنا کلیدی کردار ادا کرنا ہوگا اور کسانوں کاشتکاروں کو اس جانب مائل کرنا ہوگا تاکہ کسان بہتر انداز میں اپنے پاؤں پر کھڑے ہوجائیں اور ملکی تعمیر وترقی میں اپنا سنہرہ کردار ادا کرسکیں اس حوالے سے محکمہ زراعت کو کسانوں اور کاشتکاروں کی ہر ممکن مدد کرنی ہوگی نئی معلومات اور جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے ایسے زرعی بیج متعارف کروائے جائیں جس میں کم پانی استعمال کرکے زیادہ سے زیادہ فصلات حاصل کی جاسکیں اور نصیر آباد ڈویژن کا وسیع وعرض خطہ آباد ہوسکے اس کے علاوہ محکمہ ایریگیشن کے آفیسران کو بھی چاہیے کہ وہ پانی کی تقسیم کو منصفانہ اور چوری کی روک تھام کو ہر حال میں یقینی بنائیں تاکہ ٹیل کے حقدار زمینداروں اور کاشتکاروں کو بروقت پانی کی ترسیل ممکن بنائی جاسکے۔

کوئٹہ شہر کے اہم ٹیلی فون نمبرز

پولیس

ریلوے اسٹیشن	9201490
کینٹ پولیس اسٹیشن	9201087
بجلی روڈ پولیس اسٹیشن	9202042
سٹی پولیس اسٹیشن	9201250
گوالمنڈی پولیس اسٹیشن	1217
پشتون آباد پولیس اسٹیشن	2664040
قائد آباد پولیس اسٹیشن	9202218
انڈسٹریل پولیس اسٹیشن	92111050
پولیس لائن	9201435
کچلاک پولیس اسٹیشن	2890234
سریاب پولیس اسٹیشن	9211080
بروری پولیس اسٹیشن	2853610
نیو سریاب پولیس اسٹیشن	2892033
شالکوٹ پولیس اسٹیشن	2460190
ایمرجنسی سینٹر	15
ایمرجنسی سینٹر (A)	9202555
ایمرجنسی سینٹر (B)	9202777
سول لائن پولیس اسٹیشن	9202730
کرائمز برانچ	9201418
صدر پولیس اسٹیشن	9201435
ٹریفک ایمرجنسی	9201991
سیٹلائٹ ٹاون پولیس اسٹیشن	9211707
سی آئی اے	9202253
ایئرپورٹ پولیس اسٹیشن	2880387

بجلی

مرکزی شکایات سینٹر	18
کوئٹہ سٹی ڈویژن	9202027
ریونیو آفس سریاب	9211341
سب ڈویژن کرانی	2442834
کچلاک سب ڈویژن	2890075
گوالمنڈی سب ڈویژن	2869001
لیاقت بازار شکایت آفس	9201459
بروری سب ڈویژن	2828400
زرغون آفس	2823403
سپرنٹنڈنٹ انجینئر کوئٹہ	9202003

پی آئی اے

انکوائری	117
ایکس چینج	9201993/920263 2
ریزرویشن	9201066
ایئرپورٹ انکوائری	114
ایکسچینج	9203873
ایئرپورٹ ایکسچینج	2880213/6
ٹریفک	2880028

ہسپتال

ایدھی سینٹر	2830861/115
عمر فاؤنڈیشن	2837296
سول ہسپتال ایمبولینس	9202017
سول ہسپتال ایکس چینج	9202017
کرسچن ہسپتال	2842697
وفاقی میڈیکل سینٹر	9211636
ہیلپر آئی ہسپتال	9211087
ریلوے ہسپتال	9211078
لیڈی ڈفرن ہسپتال	2836532
فاطمہ جناح ٹی بی سینیٹوریم	2853618
چلڈرن ہسپتال	2823705/11
مائیلو شہید ٹرسٹ	2824875/2828383
پاکستان جنرل ہسپتال	2842043/2842295
جیلانی ہسپتال	2447183
ایل آر بی ٹی	2850362
شعبہ حادثات سول ہسپتال /ایمرجنسی	137
بی ایم سی	2823618/2830553
فوجی فاؤنڈیشن میڈیکل سینٹر	2664461

فائر بریگیڈ

سٹی فائر بریگیڈ	2841118/920264
سرکلر روڈ	9201066/16
کنٹونمنٹ بورڈ	9201629

واسا شکایات

ایکسین	9211612
سب آفس مالی باغ	9202299
کواری روڈ	9202846
ایوب اسٹیڈیم	9202708

ٹیلی فون

ہیلپ لائن	1236
شکایات	1218
بلنگ ہیلپ لائن	1200

دیگر اہم نمبرز

پی ٹی وی سینٹر	9202626
ریڈیو پاکستان	9202393
کوئٹہ پریس کلب	2821731
بلوچستان بورڈ	9202791

دہشتگردی کی جنگ میں پولیس فورس نے گرانقدر قربانیاں دی ہیں، وزیراعلیٰ بلوچستان

وزیراعلیٰ بلوچستان جام کمال خان یوم شہداء پولیس کی مناسبت سے منعقدہ تقریب سے خطاب کررہے ہیں

رپورٹ
اسرار محمد کھیتران

وزیراعلیٰ بلوچستان جام کمال خان نے کہا ہے کہ دہشت گردی کی جنگ میں پولیس فورس نے گرانقدر قربانیاں دی ہیں جن کا کوئی نعم البدل نہیں ہوسکتا، ہمارے نظام صوبے، ملک اور قوم کے لئے ان قربانیوں سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہوسکتا جو پولیس اور دیگر سیکیورٹی اداروں نے فرائض کی انجام دہی کے دوران دی ہیں، آج ہم جس پرامن حالت میں سکون کے ساتھ رہ رہے ہیں یہ انہی قربانیوں کی بدولت ہے ان خیالات کا اظہار انہوں نے یوم شہداء پولیس کی مناسبت سے منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا، ایڈیشنل چیف سیکریٹری داخلہ حیدر علی شکوہ، آئی جی پولیس محسن بٹ، پولیس حکام اور شہداء کے لواحقین بھی تقریب میں موجود تھے، وزیراعلیٰ نے کہا کہ آج کے دن ہم شہداء کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے یہاں موجود ہیں، شہداء کی جانوں کا نعم البدل تو نہیں ہوسکتا تاہم ہم ان کے لواحقین سے اظہار یکجہتی کرتے ہوئے ان کے غم میں شامل ضرور ہوسکتے ہیں، ہم عزم اور جذبے کے ساتھ شہداء کے بچوں کی تعلیم، صحت، روزگار اور رہائش کی سہولتوں کو ضرور یقینی بنائیں گے، انہوں نے کہا کہ ہمارے ملک اور صوبے میں ہر سطح اور ہر پیمانے پر دہشت گردی ہوتی رہی ہے اور اگر صورتحال میں بہتری آئی ہے تو اس کی وجہ اور کچھ نہیں صرف شہداء کی قربانیاں ہیں، تمام فورسز ہماری ہیں اور وردی میں ملبوس لوگ صحیح معنوں میں سچے پاکستانی ہیں جو 24 گھنٹے سرحدوں اور عوام کے جان ومال کے تحفظ کے لئے جان ہتھیلی پر رکھ کر ڈیوٹی پر موجود رہتے ہیں، وزیراعلیٰ نے کہا کہ ہمارے وسائل کم نہیں لیکن ایسی کوئی ترجیح نہیں بنائی گئی ہے جس سے ان وسائل کا صحیح معنوں میں استعمال ہو اور یہ وہ خامیاں ہیں جن سے بہت سے امور خراب ہوئے، انہوں نے کہا کہ اب وہ وقت ہے جب ہم نے ہر شعبے کو اٹھانا ہے، بہتری آئے گی تو کارکردگی میں بھی اضافہ ہوگا، ہمارے سپاہیوں کے پاس تمام سہولتیں ہوں گی تو وہ بہتر انداز میں اپنے فرائض سرانجام دینے کے قابل ہوسکیں گے، انہوں نے کہا کہ یہ ریاست اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ فورسز کو سہولتیں فراہم کرکے ان کی کارکردگی کو مثالی بنائے، وزیراعلیٰ نے کہا کہ یہ صوبہ ہم سب کا ہے، پولیس اور لیویز فورس امن کے قیام کی اہم ذمہ داریاں ادا کررہی ہیں اور ان فورسز میں کسی قسم کی تفریق نہیں آنی چاہیئے، ہم انہیں یکساں سہولتیں دیں گے اور ان سہولتوں کو دیگر صوبوں کے برابر لایا جائے گا، وزیراعلیٰ نے کہا کہ ہمیں دیکھے اور ان دیکھے دشمنوں کا سامنا ہے ان حالات میں سیکوریٹی فورسز اپنے حوصلے بلند رکھیں، ان کی اخلاقی مدد معاشرے کی ذمہ داری ہے جس میں سب کو اپنا حصہ ڈالنا ہوگا، ہماری فورسز بھرپور صلاحیت رکھتی ہیں اور مشکل ترین اور کٹھن حالات میں بھی کبھی پیچھے نہیں ہٹیں، اس موقع پر وزیراعلیٰ نے شہداء کے لواحقین سے فرداً فرداً ملاقات کی اور ان کے مسائل سے آگاہی حاصل کرتے ہوئے آئی جی پولیس کو ان کے حل کیلئے سفارشات پیش کرنے کی ہدایت کی۔

قبل ازیں وزیراعلیٰ نے یادگار شہداء پر حاضری دی اور پھولوں کی چادر چڑھائی، وزیراعلیٰ نے شہداء کے درجات کی بلندی کی دعا کی۔

وزیراعلیٰ بلوچستان جام کمال خان کو آئی جی پولیس محسن بٹ شیلڈ پیش کررہے ہیں